REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP 3.

جلد ۲۸ — شمارہ ۲۸

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ: سالانہ ۱۵ روپے ۔ ششماہی ۸ روپے ۔ ممالک غیر ۳۰ روپے ۔ فی پرچہ ۳۰ پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائبین:- جاوید اقبال اختر ۔ محمد انعام غوری

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۱۶ شعبان ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۲ وفا ۱۳۵۸ ہش ۔ ۱۲ جولائی ۱۹۷۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۹ وفا (جولائی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند روز سے اسلام آباد میں قیام فرما ہیں۔ حضور کی صحت کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۹ وفا (جولائی) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ مورخہ ۷۹/۷/۵ کو بنگلور سے بخیریت قادیان تشریف لے آئے۔ حضرت بیگم صاحبہ کی طبیعت پر سفر کی کوفت اور کمزوری کا اثر ہے۔ احباب حضرت بیگم صاحبہ کی کامل صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

☆ — قادیان میں جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ☆

سیرالیون میں ایک نو تعمیر شدہ سکول کا انتظام احمدیہ مسلم مشن کو سنبھالنے کی درخواست

ہم یہ سکول کسی قیمت پر عیسائیوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ علاقہ کے عوام کا متفقہ اعلان

مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون کے شہر فلابا (FALABA) کے پیراماؤنٹ چیف اور رکن پارلیمنٹ عزت مآب پی سی۔ مانگا سلیفو سمورا دوم (HON. P.C. MANGA SALIFU SAMURA II) نے ایک سیکنڈری سکول کی عالیشان عمارت تعمیر کر کے احمدیہ مسلم مشن سیرالیون کے حوالے کر دینے کا اعلان کیا ہے۔ محترم پیراماؤنٹ چیف نے جو کہ ضلع کوئی نَدُوگو کی چیفڈم، سیلیا کے سربراہ ہیں احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کبالہ کے پرنسپل مکرم مبشر احمد پال کے نام اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہم اس علاقے کے مسلمان سیرالیون میں احمدیہ سکولوں کی روز افزوں ترقی سے انتہائی متاثر ہیں۔ اس لئے ہم یہ عمارت احمدیہ مسلم مشن کے حوالے کرتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ یہ سکول ستمبر ۱۹۷۹ء سے احمدیہ مسلم ایگریکلچرل سیکنڈری سکول کبالہ کی شاخ کے طور پر کام شروع کر دے۔

سیرالیون: سے احمدی واقفِ زندگی ٹیچر مکرم مبشر احمد پال نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں یہ اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی ہے کہ محترم پیراماؤنٹ چیف کی اس درخواست کو منظور فرمایا جائے۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ یہ فیصلہ اس چیفڈم کے تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اور یہ سکول تعمیر ہونے کے بعد مسیحیت کے مقامی آر۔سی مشن کے پادریوں نے اس سکول کو لینے کے لئے بڑی سر توڑ کوشش کی لیکن علاقہ کے لوگوں نے عیسائیوں کو یہ سکول دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور آنریبل پیراماؤنٹ چیف نے علاقہ کے عوام کی طرف سے ان پادریوں کو یہ صاف جواب دیا کہ:-

"یہ سکول صرف اور صرف احمدیہ مسلم مشن کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ ہم کسی صورت میں بھی اسے آر۔سی مشن کے حوالے نہیں کریں گے"

اس موقع پر مکرم پیراماؤنٹ چیف نے علاقہ کے عوام کی طرف سے مکرم مبشر احمد صاحب پال پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کو فلابا آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ مکرم مبشر صاحب جماعت احمدیہ کبالہ کے پریذیڈنٹ جناب بنی موسیٰ کمارا اور اپنے سکول کے دو اساتذہ کرام کے ہمراہ ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک فلابا تشریف لے گئے۔ سکول کی عمارت اور کمپاؤنڈ کا معائنہ کیا۔ یہ سکول چار کلاس رومز کے بلاک، پرنسپل آفس اور ٹیچرز کوارٹرز پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں پرنسپل کی رہائش کے لئے ایک مکان بھی سکول کمپاؤنڈ میں زیر تعمیر ہے۔ سکول کے ساتھ قریباً ۲۴ ایکڑ اراضی اور زراعت کے لئے دو بڑے بڑے تالاب (SWAMPS) ہیں۔

مکرم مبشر صاحب نے جمعہ کی نماز فلابا ٹاؤن کی مسجد میں ادا کی۔ خطبہ جمعہ دیا۔ اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ جمعہ کی نماز کے بعد آنریبل پیراماؤنٹ چیف مکرم مانگا سلیفو سمورا دوم نے علاقے کے لوگوں کی جانب سے ایک تحریری درخواست مکرم مبشر صاحب کو پیش کی۔ اور درخواست کی کہ وہ احمدیہ مسلم مشن کو فلابا کے عوام کی طرف سے اس سکول کا انتظام سنبھالنے کی درخواست کریں۔ مکرم پیراماؤنٹ چیف نے یقین دلایا کہ احمدیہ مسلم مشن کو اس سکول کی تعمیر وغیرہ کے لئے مزید کوئی اخراجات کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور ہر قسم کے اخراجات یہ چیفڈم ادا کرے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کمال شفقت سے اس سکول کو احمدیہ مسلم مشن کے انتظام میں لینے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے سکول کی کامیابی کی دعا کی ہے ☆

(اخبار الفضل مورخہ ۲۳ جون ۱۹۷۹ء)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۸ ہش ۱۹۷۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۸ ہش ۱۹۷۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ مبلغین کرام اور احباب جماعت مطلع رہیں۔ اور ابھی سے اس مبارک اور روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ جو احباب جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں وہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی شمولیت کر کے مستفید ہو سکتے ہیں ☆ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ☆

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۲ روفا ۱۳۵۸ ہش

ناموَر عُلماء کی طرف سے
حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی نمایاں اسلامی خدمات کا اعتراف

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ چودھویں صدی ہجری میں اسلام کے ایک بطلِ جلیل کے رنگ میں ساری دنیا میں متعارف ہوئے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ آپؑ کے رُوحانی مقام اور منصب کے سبب علماء زمانہ نے بالخصوص اور اُن کی دیکھا دیکھی عامۃ المسلمین نے بھی آپ کی شدید مخالفت کی۔ باایں ہمہ آپ نے جو ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دیں ان کے بارہ میں آپ کے شدید معاندین اور اختلاف رکھنے والوں کو بھی بارہا اعتراف کرنے کے سوا چارہ نہیں رہا ـــ!

بالکل ابتدائی دَور میں جب حضورؑ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب براہینِ احمدیہ شائع فرمائی تو اہلِ حدیث کے نامور لیڈر جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس پر جس رنگ میں ریویو کیا وُہ اس حقیقت کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ اشاعۃ السُّنّہ میں لکھا:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی .... اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے اِن الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اِسلام کی نُصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھایا ہو اور مخالفینِ اسلام و مُنکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعوٰے کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرلے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السُّنّہ جلد ۲ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

اور ۱۹۰۸ء میں جب آپؑ کی وفات ہوئی تو مُلک کے بہت سے بڑے اخبارات و رسائل کی طرح اخبار وکیل امرتسر نے حضورؑ کے نمایاں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مُسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مُسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اُن کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے، ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس اِحساس کا کھُلم کھلا اعتراف کیا جائے۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

اسی طرح کے اور بہت سے حوالے جماعت کے لٹریچر میں محفوظ چلے آرہے ہیں۔ جو ہر متلاشیٔ حق کو مامورِ زمانہ کی صداقت پرکھنے کے لئے کھُلی دعوت دیتے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم ایک نیا حوالہ ہندوستان کے ایک جیّد عالم کی اپنی تحریر سے پیش کرنا چاہتے ہیں جو اخبار "صدقِ جدید" مجریہ ۲۹ رجون ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ یہ حوالہ مرحوم مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کی اپنی تحریر کا ہے۔ لیکن مولانا صاحب کی اس تحریر کا مطالعہ کرنے سے پہلے اسی پرچہ میں مولانا کی بلند شخصیت کے بارہ میں ایک مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی پڑھ لیں۔ یہ مضمون جناب ڈاکٹر مصباح الدین صاحب کا ہے جنہیں [illegible] میں لکھنؤ یونیورسٹی سے "مولانا عبدالماجد دریا بادی کی حیات اور کارنامے" کا موضوع پی۔ایچ ڈی کے لئے دیا گیا۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے اس مقالے کی تیاری کے لئے مولانا دریا بادی صاحب سے ملاقات کی۔ اور اُن سے لکھے ہوئے سوالات کے جوابات تحریر فرمانے کی درخواست کی۔ زیر نظر مضمون میں جناب ڈاکٹر صاحب نے جن الفاظ میں مولانا صاحب کی بلند شخصیت کا تعارف کرایا ہے وہ اِس طرح ہے:-

" آج یہ پہلا موقع تھا کہ مولانا شبلی کی تصنیف "الکلام" پر اعتراض کرنے والے مسٹر عبدالماجد اور نیاز فتح پوری سے توبہ نامہ پر دستخط کرانے والے مولانا عبدالماجد میرے سامنے بیٹھے تھے۔ مَیں اُن کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس سے برسوں کے تجربات عیاں تھے تھوڑی دیر میں اپنے ریسرچ کے موضوع پر گفتگو کرتا رہا۔"

"مَیں نے مولانا سے اُن کی "ابتدائی الحاد" اور پھر اسلام تک واپس آنے کے متعلق سوالات کئے۔ مولانا نے اپنے مختصر مگر جامع جوابات سے اِس امر کی تصدیق کر دی کہ از کفر تا بہ یقین یک نفس است۔"
(صدقِ جدید ۲۹/۶/۷۹ صفحہ ۴، ۵)

اب آئیے انہی ڈاکٹر صاحب کے دریافت کردہ متعدد سوالات میں سے ایک سوال اور اس کا مولانا صاحب کی طرف سے مختصر مگر جامع جواب ملاحظہ فرمائیں:-

"سوال:- آپ کے اسلام کی حقانیت کی طرف لَوٹنے کے اسباب کیا تھے اور وہ کون سا زمانہ تھا؟

جواب:- مراجعت کے اسباب چھوٹے بڑے بہت سے ہوئے امریکی اور برطانوی اور جرمن مادئین کی کتابیں بہت سی پڑھ چکا۔ اور ان مادئین میں ہیوم اسپنسر۔ مل ہکسلے۔ انگرسول وغیرہ سب ہی شامل رہے۔ ان منکر و ملحدوں میں مورخ اور ڈاکٹر خصوصیت کے ساتھ دشمنِ رسولؐ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد طبیعت بُدھ مت اور ہندو مت کی طرف پڑی۔ ان سے پہلی بار ضرب مادّیت پر پڑی۔ اور معلوم ہُوا کہ فلسفہ رُوح اور رُوحانیت کا بھی ہو سکتا ہے۔"

"مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف قبل دعوٰئے نبوّت (سُرمہ چشم آریہ وغیرہ) مولوی محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمۂ قرآن اور شبلی کی سیرت النبیؐ، امیر علی کی اسپرٹ آف اسلام سب اس راہ میں مُعین ہوئیں .... سب سے زیادہ دستگیری رومی کی مثنوی نے کی۔ اور پوری طرح قدم اسلام پر جمائے غزالی اور مجدد سرہندی اور مجدد تھانوی نے۔" (ایضاً)

دیکھا آپ نے! سابق ملحد مسٹر عبدالماجد کے خیالات کو خالص اسلام کی طرف رُخ موڑنے میں سرِ فہرست کس شخصیت کا نام مولانا صاحب نے اپنے قلم سے درج کیا ہے؟ وہی مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کی بلند پایہ کتب سے استفادہ کرنے کا مولانا صاحب نے برملا اعتراف کیا ہے۔ بلاشبہ ان کتب میں عہدِ حاضر کے الحاد کی کارگر دَوا تھی۔ اِسی لئے تو آزاد خیال مسٹر عبدالماجد کو اسلام کی حقانیت کی طرف لَوٹنے میں دیگر اسباب کی طرح حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کُتب نے نمایاں کردار ادا کیا۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

خطباتِ نکاح

نکاح ایک نوجوان کی زندگی کا بہت ہی اہم واقعہ ہے ـــــ !

انسانی کوشش اطاعتِ خداوندی اور اُسوۂ نبویؐ پر چلنے کے نتیجہ میں بابرکت ہوتی ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ ۵ر اپریل، ۱۶ر مئی اور ۷ر جون ۱۹۷۹ء کو چند ایک نکاحوں کا اعلان فرماتے ہوئے ایجاب و قبول سے پہلے جو بصیرت افروز، مختصر اور جامع خطبات ارشاد فرمائے وہ اخبار الفضل کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں قارئین بدر کے رُوحانی استفادہ کی غرض سے ان خطبات کا متن درج کیا جا رہا ہے ـــــ ایڈیٹر بدر

آیاتِ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

" انسانی فطرت میں ہے مستقبل کے متعلق سوچنا اور اس کی بہتری کے لئے تدبیر کرنا۔ مشہور ہے کہ انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ ماضی کی طرف... دیکھنے لگتا ہے۔ یہ اس کے بڑھاپے کی علامت ہے اور انسانی فطرت کو ایسا اس لئے بنایا گیا ہے کہ مستقبل میں ایک ایسا واقعہ اس کی زندگی میں رونما ہونے والا تھا کہ جس نے اس کی زندگی میں

ایک انقلابِ عظیم

بپا کرنا تھا اور وہ واقعہ یہ ہونا تھا (مستقبل میں) کہ اس نے اس ورلی زندگی کو چھوڑ کے اُخروی زندگی میں داخل ہونا تھا اور اس مختصر سی زندگی کو چھوڑ کے ایک، ابدی زندگی میں اُس نے داخل ہونا تھا اور ان چھوٹی خوشیوں کو چھوڑ کے اور ان عارضی مسرتوں سے باہر نکل کے ہمیشہ رہنے والی حقیقی خوشیاں اس کے لئے مقدر بن سکتی تھیں۔ اگر وہ اس کے لئے کوشش کرتا۔ اس لئے انسانی فطرت کو ہی ایسا بنایا گیا کہ وہ آئندہ کے متعلق سوچے۔ اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ ہم ہر سال آئندہ اگلے سال کے متعلق سوچتے ہیں، پھر اگلے سال کے متعلق سوچتے اور یہ چھوٹے چھوٹے جو قدم ہم اُٹھاتے یا چھلانگیں لگاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہمیں پتہ ہی نہیں لگتا کہ ہماری زندگی کب اور کیسے گزر گئی۔ ہوتا اُن لوگوں کے جن کو خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہو جائے اور اسی دُنیا میں ان کے لئے جنت کے سامان پیدا ہو جائیں۔ آئندہ کی سوچ کا ایک حصّہ یہ بھی ہے کہ جس طرح ہم

خُدا کے پیار کو حاصل کریں

ہماری اگلی نسل بھی خدا کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔ اور اگلی نسل پیار کو تبھی حاصل کرے گی جب اگلی نسل کا سامان پیدا کیا جائے گا۔ اور ازدواجی رشتوں کا اسلامی تعلیم کے مطابق اعلان کیا جائے گا۔ یہ موقعہ بھی جب ایک لڑکی اور لڑکے کو ازدواجی بندھنوں میں باندھا جاتا ہے، ایک نوجوان کی زندگی کا بڑا اہم واقعہ ہے، بہت ہی اہم۔ کچھ لوگ، کچھ خاندان یا افراد، دولہا دُلہن تو سوچتے اور غور کرتے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے اور اسلام نے جو حقوق اور جو فرائض خاوند کے مقرر کئے ہیں، ان کے جاننے کی کوشش کرتے ہیں یا جو بیوی کے حقوق اور فرائض مقرر کئے ہیں لڑکی ان کو پہچاننے کی کوشش کرتی ہے اور عہد کرتی ہے کہ کچھ ہو جائے اسلامی تعلیم پر میں عمل کروں گی۔ تو زندگی جو ہے اُن کی، ازدواجی زندگی جس کے بندھن میں انہوں نے بندھنا ہے۔

بڑی خوشحال زندگی

بن جاتی ہے۔ اور پھر اگلی نسل پیدا ہو جاتی ہے پھر اس کے لئے تدبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ چکر اس دنیا میں چلتا چلا آیا، چل رہا ہے اور چلتا چلا جائے گا۔

دُعا ہے کہ جن رشتوں کا اِس وقت میں اعلان کروں گا اللہ تعالیٰ ان کو بھی اسلامی روشنی میں روشن اور خوشحال زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے اور ان کی نسلوں کو بھی۔ اور اس دُنیا میں بھی ان کے لئے جنتوں کے سامان پیدا ہوں اور مرنے کے بعد بھی۔

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔"

(ایجاب و قبول کے بعد حضور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے حاضرین سمیت دُعا فرمائی۔)

(۲)

مؤرخہ ۵ر اپریل ۱۹۷۹ء کو بعد نماز مغرب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ آیاتِ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

" جو آیات نکاح کے موقعہ پر پڑھی جاتی ہیں ان میں بنیادی طور پر ہمیں اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ (الاحزاب آیت ۷۲) کہ حقیقی اور پوری کامیابی ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ عقلاً حقیقی اور پوری کامیابی اسے حاصل ہونی چاہیئے جو اپنی ساری قابلیتوں اور صلاحیتوں کو صحیح طور پر کام پر لگائے اور پوری توجہ کے ساتھ اپنی ساری استعدادوں سے کام لے رہا ہو۔ اس سے ہمیں یہ پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت کے معنے ہی یہ ہیں کہ انسان اپنی تمام صلاحیتوں کو صحیح طور پر استعمال کرے۔ قرآن کریم کا کوئی حکم ایسا نہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی اُسوہ ہمارے سامنے ایسا نہیں جو انسان کی استعداد پر بوجھ ڈال رہا ہو۔ جو انسان کی استعداد کے مخالف ہو، جو انسان کی استعداد کی صحیح نشوونما کے بعد اس سے صحیح کام لینے والا نہ ہو۔ تو

خدا اور رسولؐ کی اطاعت

ہماری اپنی بھلائی ہے اور اسی اطاعت کے نتیجہ میں وہ انسان جسے خدا تعالیٰ نے بہت بلندیوں کے لئے پیدا کیا ان بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت نہ کرے تو اپنے مقصودِ حیات کو حاصل نہیں کر سکتا۔

یہ ذمہ داریاں ہیں اور طاقتیں جو انسان اپنی خرچ کرتا ہے ان کا ایک حصّہ انسان کی ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق وہ اس کی زندگی میں عشق پیدا کرنے والی ہے۔ ہر قسم

کی لڑائی اور جھگڑوں کو دور کرنے والی ہے۔ ہر قسم کی رنجشوں سے محفوظ کرنے والی ہے، ہر قسم کی پیار کی فضا کو پیدا کرنے والی ہے، ایسی فضا جس میں بچے پروان چڑھ کر خدا تعالیٰ کے فدائی بنتے اور اپنی

کامیابیوں کے سامان

پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بنیادی نکتہ کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور عورت اور مرد جیسا وہ اسلام کی طرف منسوب ہوں اور ازدواجی زندگی میں باندھے جائیں اسلامی تعلیم پر عمل کر کے اپنے گھروں کو بھی خوشحال بنانے والے اور اپنے ماحول میں بھی حسن پیدا کرنے والے اور انسانی زندگی میں بھی نور کو پھیلانے والے بنیں۔"

(ایجاب وقبول کے بعد حضور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے حاضرین سمیت دعا فرمائی۔)

ــــ ۳ ــــ

مورخہ ۷ر جون ۱۹۷۹ء نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین نکاحوں کا اعلان فرمایا اور آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:—

"اس وقت میں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو مبارک کرے اور خیر کا موجب بنیں اور جو گُر ہمیں اسلام نے کامیابیوں کے لئے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو خدا تعالیٰ تمہاری کوششوں میں برکت ڈالے گا۔ کوششیں جس قسم کی بھی ہوں بابرکت ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی سمجھ عطا کرے۔"

(ایجاب وقبول کے بعد حضور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا فرمائی)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۸/۶/۷۹ کو محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان نے خاکسار کے بھانجے مکرم منور احمد صاحب طاہر ابن مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش کے نکاح کا اعلان مکرمہ تبسم سلطانہ صاحبہ بنت مکرم رضوان الدین صاحب پیر پاضلع ہوشنگ آباد نزد اٹارسی کے ہمراہ مبلغ ۵۱۰/- روپے حق مہر کے عوض فرمایا۔

احباب جماعت اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار: سلیم احمد ناصر۔ ناصر ریڈیو قادیان

نوٹ: مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش نے اس خوشی کے موقع پر مبلغ ۵/- روپے شکرانہ فنڈ اور مبلغ ۵/- روپے اعانتِ بدر میں لوا کئے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

(ایڈیٹر بدر)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مکرم برادرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر احمدیہ ہسپتال آگونا سویڈرو کو مورخہ ۷ر جون ۱۹۷۹ء بروز جمعرات پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ عزیزہ نومولودہ مکرم محترم جناب غلام مصطفیٰ صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کٹک، اڑیسہ کی پوتی اور مکرم محترم سید محمد سرور شاہ صاحب جماعت احمدیہ بھدرک کی نواسی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ نومولودہ کو صحت والی لمبی عمر دے۔ نیک صالحہ اور خادمہ دین بنائے والدین اور خاندان کے لئے قرۃ العین ہو آمین

خاکسار: سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ گھانا مغربی افریقہ

درخواست دعا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بڑی بیٹی عزیزہ زبیدہ عفت بی ایڈ کے امتحان میں اور عزیزہ حمیدہ طلعت و بشریٰ پروین علی الترتیب بی اے پارٹ [illegible] کامیاب ہوئیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان بچیوں کے [illegible] باعثِ برکت بنائے آمین خاکسار محمد عمر علی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان

کی

حیدرآباد میں آمد

مورخہ ۲۲ر جون محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدراس سے مع حضرت بیگم صاحبہ بذریعہ ہوائی جہاز رات نو بجے طیارگاہ حیدرآباد پہنچے۔ حیدرآباد اور سکندرآباد کے تمام مرد وزن ہوائی مستقر پر اپنے بزرگ مہمان کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ جوں ہی آنمحترم مع حضرت بیگم صاحبہ ویٹنگ روم میں پہنچے تمام احباب نے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا اور گلپوشی کی۔ آپ کی آمد کی خبر اخبارات نے بھی جلی حروف میں دی عزیزم میاں کلیم احمد صاحب اور عزیزہ امۃ الرؤف صاحبہ دو روز قبل بنگلور سے بذریعہ ٹرین بخیریت حیدرآباد پہنچ چکے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے نماز جمعہ یادگیر میں ادا کی اور مورخہ یکم جون کو سکندرآباد والا دین بلڈنگس میں ایک اجلاس کی صدارت فرمائی۔ تلاوت ونظم کے بعد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں خوش آمدید کہا۔ اور قرآن مجید کے فضائل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہفتہ قرآن مجید کا آغاز حضرت صاحبزادہ صاحب فرما رہے ہیں۔ بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں قرآن مجید کی برکات اور اس کے پڑھنے کے فضائل اور مختلف پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ساری دنیا میں قرآن مجید ہی وہ کامل اور مکمل کتاب ہے جو انسان کی ہر ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے وہ معارف اس میں موجود ہیں جن کا اظہار قیامت تک ہوتا رہے گا کیونکہ یہ کتاب مکنون بھی ہے اور آج افراد جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک اس پیغام کو جو حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا پہنچا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی معارف سمجھنے کی توفیق دے اس اجلاس میں بعض غیر از جماعت معززین بھی موجود تھے بعدہٗ محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ باوجود اس کے کہ آپ کی طبیعت کچھ ناساز تھی جماعت سے خطاب فرمایا۔ خطاب کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے لمبی پرسوز دعا فرمائی۔

۲ر جولائی کو آنموصوف مع حضرت بیگم صاحبہ و عزیز میاں کلیم احمد صاحب و عزیزہ امۃ الرؤف صاحبہ بذریعہ دکشن ایکسپریس رات نو بجے حیدرآباد سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے بوقتِ روانگی کثیر تعداد میں مرد وزن نامپلی اسٹیشن پر اپنے معزز مہمانوں کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے دعاؤں کے ساتھ اور فلک شگاف نعروں سے حیدرآباد اور سکندرآباد کے اسٹیشنوں سے الوداع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہر آن حافظ وناصر ہو آمین

خاکسار: حمید الدین شمسی مبلغ حیدرآباد

درخواستِ دعا

محترم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت درویش تا حال امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں جہاں موصوف کی بیماری کی تشخیص کر کے دوائی تجویز کی گئی ہے لیکن امرتسر اور لدھیانہ میں دوائی مہیا نہ ہو سکی اب ان کے تیسرے بیٹے پاکستان سے وہ دوائی لے کر آ گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

(ایڈیٹر بدر)

ولادت: اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۶/۶/۷۹ کو خاکسار کے بڑے بھائی مکرم محمد نسیم صاحب پُوہدری آف لکھنؤ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نومولود کا نام "محمد طارق" تجویز فرمایا ہے اس سے قبل ان کے دو بچے ولادت کے بعد وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا احباب جماعت خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا فرماتے اور نیک خادمِ دین بنائے آمین۔ خاکسارہ: طاہرہ اقبال اہلیہ مکرم مظفر احمد صاحب اقبال قادیان

فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ۱۹۶۹ء میں انعام یافتہ مقالہ

قسط نمبر ۴

معبودِ حقیقی!

تحریر محمد حفیظ بقاپوری

تیسرا باب ——— لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

شرک کیا ہے ؟ شرک کا ردّ اور اس کے عظیم نقصانات

قرآن کریم نے غیر مبہم الفاظ میں توحیدِ خالص کا نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

(بقرۃ آیت ۱۶۴)

تمہارا معبود اپنی ذات میں واحد معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی اکیلا بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اسلامی اصطلاح میں شرک کا مطلب خدا کی ذات، صفات یا افعال میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔ اگر حقیقت پر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرک کی اصل جڑ کمزوری اور کم عقلی ہے۔ ذرا کسی چیز سے نقصان کا خوف ہوا یا فائدہ پہنچا تو اس کی پرستش شروع کر دی ——!

شرک فی الذات :۔

(الف) یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں ہیں جو یکساں طاقتیں اور تصرف کا اختیار رکھتی ہیں۔ اور سب کی سب دنیا کی حاکم مقتدر اور سردار ہیں۔

(ب) یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبّر اور صاحب اقتدار ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں جن میں کمالات تقسیم ہیں۔ کسی میں کوئی کمال اور کسی میں کوئی دوسرا کمال پایا جاتا ہے۔ اسے بھی شرک فی الذات ہی کہنا چاہیئے۔

شرک فی الصفات :۔

خدا کی وہ مخصوص صفات جو اس نے بندوں یا دوسری مخلوقات کو نہیں دیں۔ جیسے مُردوں کو زندہ کرنا۔ یا کوئی چیز پیدا کرنا یا مثلاً یہ کہ خدا نے کہا ہے کہ میں ازلی و ابدی ہوں۔ میرے سوا کوئی ازلی ابدی نہیں۔ یا یہ کہ میں فنا سے محفوظ ہوں جبکہ سب فنا کا شکار ہیں ایسے سب امور میں خدا کی خصوصیات کو مٹا دینا اور ان صفات میں کسی اور کو شریک قرار دینا شرک فی الصفات ہے خواہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ خود خدا نے ایسی صفات اپنے غیر کو عطا کی ہیں تب بھی یہ شرک ہے۔

شرک فی الافعال :۔

شرک فی الافعال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ جاننا کہ خدا کو کسی بندہ سے ایسی محبت ہے کہ ہر ایک بات اس کی بہرحال اسی طرح مان لیتا ہے جس طرح بندہ چاہتا ہے۔ یہ بھی شرک ہی ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ بندہ گویا مستقل خدائی رکھتا ہے۔ ہر ایک بات جو وہ کہتا ہے قبول ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایسے آدمی کو خدا سمجھا جائے، اسے خدا کا غلام کہا جائے۔ مگر اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے کہ اس سے خدا کو ایسی محبت ہے کہ اس کی ہر ایک بات کو قبول کر لیتا ہے یہ بھی شرک ہی ہے۔ سارے پیر فقیر یا سنت سادھو جن کے متعلق لوگ اسی نوع کے خیالات رکھتے ہیں، شرک کی اقسام میں آجاتے ہیں۔

★ —— شرک کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایسی چیز جس کے متعلق خدا کے قانونِ قدرت نے کام کرنے کی طاقت نہیں دی، اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ فلاں کام کرے گی جیسے مثلاً خدا نے مُردہ کو طاقت نہیں دی کہ اس دنیا میں کوئی تصرف کرے۔ اگر کوئی شخص کسی مُردہ کو جا کر کہتا ہے کہ ایسا کام کر دے تو وہ شرک کرتا ہے۔ بُتوں، دریاؤں سمندروں، سورج اور چاند وغیرہ چیزوں سے دعائیں کرنا اور کرانا، شرک کی اسی قسم میں آجاتا ہے۔

شرک کا ردّ :۔

قرآن کریم نے متعدد مقامات میں معقولی دلائل کے ساتھ شرک کی پُرزور تردید فرمائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ شرک کا عقیدہ زبردست نقصان کا باعث ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ خدا کی شانِ جلالی پر بڑا حرف آتا ہے بلکہ انسانیت کی بھی تذلیل ہوتی ہے

(۱) —— شرک کے ردّ میں بڑا ہی جامع بیان سورۃ یونس کی اس آیہ کریمہ میں پایا جاتا ہے، فرماتا ہے:۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ھُوَ الْغَنِیُّ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِھٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(یونس آیت ۶۹ پارہ ۱۱)

بعض لوگ اپنی نادانی اور خدا کی ذات کے بارہ میں کامل علم نہ رکھنے کے باعث یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ نے بھی اپنے لئے اولاد اختیار کی ہے۔ لیکن معقولی رنگ میں دیکھا جائے تو اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق ایسا عقیدہ قطعاً درست نہیں ہے۔ چنانچہ آیۃ کریمہ کے پہلے حصہ میں چار زبردست دلیلوں کے ساتھ اس عقیدہ کی بھی تردید کی ہے چنانچہ:۔

(۱)۔ پہلے نمبر پر فرمایا سُبْحٰنَہٗ خدا ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ بیٹا ہونا ذات باری تعالےٰ کے حق میں کھلا عیب ہے۔ بیٹے کے لئے باپ کے اندر شہوت چاہیئے اور یہ امر بجائے خود اس ذات کے لئے عیب ہے جسے خدائی کے مقام پر رکھا گیا ——! سوچئے شہوت نام ہے ایک ایسی خواہش کا جس کے پورا ہوئے بغیر شہوت رکھنے والا بیکلی اور بے چینی کی کیفیت پاتا ہے اور اس کے پورا ہو جانے پر اسے قرار ملتا ہے۔ جب خدا کے متعلق ایسا تصور کر لیا جائے تو فرمایئے اس کی خدائی کہاں رہی؟

(ب) پھر بیٹے کی خواہش کے پیچھے درحقیقت یہ فلسفہ کام کر رہا ہوتا ہے کہ خواہش رکھنے والے پر کوئی وقت ایسا بھی آنے والا ہے یا آسکتا ہے جب اس کی اپنی ذات نہ ہوگی۔ اس کی عدم موجودگی میں اس خلا کو پُر کرنے والا اس کا بیٹا ہوگا۔ گویا نسل ایسی ہی چیزوں کی چلتی ہے جو فنا ہو جائیں —— اس کے مطابق جب خدا کا بیٹا مان لیا گیا تو لازماً یہ بھی تسلیم کر لینا پڑا کہ خدا کے لئے نعوذ باللہ فنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ فنا، الوہیت کے منافی ہے۔ اس لئے خدا کی ذات اس سے بھی منزہ چاہیئے ——

(ج) اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بیٹا ہونے کی صورت میں گویا باپ کی جزو نطفہ یا بیج کی شکل میں جدا ہوئی جس سے بیٹے کی صورت بنی۔ یہ بھی خدا کی ذات کے بارہ میں ایک کھلا عیب اور کمزوری ہی ہے جس سے اس کی ذات پاک ہے۔ اس لئے پہلے نمبر پر فرمایا "سُبْحٰنَہٗ" وہ ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔

(۲) —— دوسرے نمبر پر فرمایا ھُوَ الْغَنِیُّ وہ غنی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے کاموں میں کسی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو اس پہلو سے بھی خدا کی ذات کو مبرا قرار دیا اور فرمایا خدا غنی ہے وہ دوسروں کی مدد کا محتاج نہیں۔ جب محتاج نہیں تو کوئی بھی دوسرا اس کا شریک نہ رہا ——!!

(۳) —— تیسرے نمبر پر فرمایا "لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کے قبضہ اور تصرف میں ہے۔ بعض دفعہ انسان شروع میں تو کوئی چیز بنا لیتا ہے مگر بعد میں اس کے قبضہ سے وہ چیز نکل جاتی ہے۔ وہ اسے سنبھال نہیں سکتا۔ وہ لوگ جو مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں دراصل ان لوگوں کی نگاہ اپنی ہی قسم کی کمزوریوں اور ناچاریوں کے حالات پر پڑتی ہے تو خدا کی ذات کے بارہ میں بھی ان کے دلوں میں ایسے ہی خدشات پیدا ہوتے ہیں۔ تب وہ اس کی ذات کے لئے کسی ایسے ہی سہارے کی تلاش کرنے لگتے ہیں، چنانچہ آیت کریمہ کے ان الفاظ میں خدا تعالےٰ

کی ذات کے بارہ میں ایسے ہی لوگوں کے ان موہوم خدشات کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اُس کی ذات میں کبھی ایسی کمزوری واقع نہیں ہوتی۔ اُسے دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے کسی دوسرے مددگار کی ضرورت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ سب کچھ اُس کے پورے قبضہ اور تصرف میں ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے باہر نہیں۔

(۴) ۔۔۔ چوتھے نمبر پر فرمایا کہ شرک کے حق میں کوئی مثبت دلیل نہیں۔

اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

شرک کے بارہ میں تم دعوے کرتے ہو تمہارے پاس کوئی بھی ثبوت نہیں ہے۔ پھر تم اللہ کی طرف وہ بات منسوب کرتے ہو جس کی بابت تم کچھ بھی علم نہیں رکھتے۔ خدا کی واحدانیت پر بے شمار معقولی دلائل ہیں مگر جن کو یہ لوگ شریک قرار دیتے ہیں۔ ان کے حق میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سورۃ یونس میں ایک اور مقام پر مشرکین کو خطاب کر کے براہ راست شرکاء کی بے وقعتی، نا طاقتی اور الوہیت کے خواص سے ان کی تہی دامنی کی وضاحت کر کے پہلے معبود حقیقی، خالق کائنات، متصرف کل، خدا کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کو مشرکین سے براہ راست خطاب کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اور ساتھ ہی ان کے من گھڑت شرکاء کی نا طاقتی، الوہیت کے خواص سے ان کی تہی دامنی کی حقیقت پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

(یونس آیت ۳۲، ۳۳)

تم خود ہی سوچ لو اور مشاہدہ کرو۔ آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے۔ یا کانوں اور آنکھوں کی کتنی بڑی نعمت ہے جس سے تم سب نوازے گئے ہو اب بتاؤ اس پر کون تصرف تام رکھتا ہے؟ نیز روزمرہ کا مشاہدہ تم کو بتائے گا کہ کون مردہ سے زندہ چیز نکالتا اور زندہ چیز سے مردہ چیز نکالتا ہے۔ اور کون تمام کائنات عالم کا انتظام و انصرام کرتا ہے ۔۔۔ غور و فکر کے بعد سلیم الفطرت انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ وہی اللہ ہی کی قادر مطلق ہستی ہے جو ان سب پر حاوی ہے۔ پس جب صورت حال یہ ہے تو سمجھو کہ یہی اللہ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے۔ اس واضح اور نمایاں حقیقت کو چھوڑ کر سوائے گمراہی کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ سوچو تم کس طرف پھیرے جا رہے ہو ۔۔۔

معبود حقیقی کی ایسی صفات کاملہ کا ذکر کر کے جس میں کسی دوسرے کو مطلق شراکت حاصل نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین سے براہ راست خطاب فرمانے کا ارشاد فرماتا ہے:-

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

(یونس آیت ۳۵، ۳۶)

ان دونوں آیات میں شرک کی تردید میں دو الگ الگ زبردست دلیلیں دی گئی ہیں ۔۔۔

(۱) آیت نمبر ۳۵ میں فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایک خدا کو چھوڑ کر اس کے ساتھ بعض دوسرے وجودوں کو بھی الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیتے ہو سوچ کر بتاؤ کہ کیا تمہارے پیش کردہ شرکاء میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس میں ایسی صفت خلق پائی جائے جس کے فعل میں بار بار کا اعادہ پایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا معیار ہے کہ اس پر فوری امتحان ہو جائے گا اور ان کی خالقیت کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ کسی فعل کے اعادہ سے ازلی قانون کا پتہ لگتا ہے ۔۔۔ چنانچہ دیکھو زمانے گزر رہے غلہ سے غلہ پیدا ہوتا چلا آرہا ہے۔ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ یہ غلہ اور اناج میں پیدا کرتا ہوں یا ہمارے فلاں "دیوتا"، دیوی ماتا، یا فلاں ٹھاکر نے پیدا کیا۔ تو لمبی طول طویل بحث کی ضرورت نہیں۔ اس کے سامنے ہمارا سیدھا سادھا سوال یہی ہے کہ اچھا اب پیدا کر کے دکھا دو یا یہ بتاؤ کہ تمہارے وجود سے پہلے کون پیدا کرتا تھا ۔۔۔ یہی ثُمَّ يُعِيْدُهٗ میں بھی بتایا گیا ہے۔

یہی وہ زبردست دلیل ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود بادشاہ کے سامنے رکھی تھی۔ جس سے وہ لاجواب ہو گیا ۔۔۔ یہی سوال و جواب کو قرآن کریم نے حسب ذیل جامع الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(البقرہ آیت ۲۵۹ پارہ ۳)

کیا تجھے اس شخص کی خبر نہیں پہنچی جو اس غرور کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت اور سلطنت دے رکھی تھی، ابراہیم سے اس کے رب کے متعلق بحث کرنے لگ گیا تھا۔ اس موقعہ پر ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی ہستی پر ناقابل تردید ثبوت دیتے ہوئے یہ نکتہ اُٹھایا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ مغرور بادشاہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کی تہہ تک نہ پہنچ سکا ۔۔۔ بولا، یہ بھی کوئی بات ہے؟ اور ساتھ ہی اپنے اقتدار کا حوالہ دیتے ہوئے بڑ ہانک دی کہ میں بھی تو زندہ کرتا اور مارتا ہوں ۔۔۔!!

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ شاہی دماغ سمجھنے کے باوجود پیش کردہ دلیل کے اصل پوائنٹ کو deal نہیں کر پایا۔ آپ نے اسی پر اسے پکڑا ۔۔۔ پہلے واضح کیا کہ میری دلیل میں تیرے دائرہ اختیار کی موت و حیات مراد نہیں تھی۔ میری مراد یہ تھی کہ دنیا میں حیات و ممات کا جو سلسلہ جاری ہے یہ خدا کے تصرف میں ہے اور نظام شمسی پر بھی اُسی کا حکم چلتا ہے اگر تو ایسا ہی خدا ہے تو سورج کو حکم دے کہ مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرے ۔۔۔ آپ کے اس قوی مضبوط ثبوت پر وہ سوائے بغلیں جھانکنے کے اور کیا معقول جواب دے سکتا تھا۔

پس ثُمَّ يُعِيْدُهٗ میں اسی نوع کا اعادہ مراد ہے جو سچے خالق اور معبود حقیقی کی نمایاں علامت ہے ۔۔۔!!

دوسری دلیل

شرک کے رد میں سورۃ یونس کی آیت نمبر ۳۶ میں جو دوسری دلیل پیش کی گئی ہے اس میں بھی مشرکین سے براہ راست خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ بتاؤ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہو؟ سب کو ایسا چیلنج کہ کسی سے بھی سیدھا جواب ممکن نہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شرک کی تائید میں کسی بت نے کسی دیوی ماتا یا کسی بھی غیر اللہ نے لوگوں کی ہدایت اور حق کی طرف رہبری کے لئے کوئی کتاب دنیا میں نازل کی ہو ۔۔۔!!

فرماتا ہے جب صورت حال یہ ہے اور مشرک لوگ اس بارہ میں قطعی لاجواب اور خاموش ہیں تو تو خود ہی ان سے کہہ دے کہ ایسے معبودان باطلہ کے مقابلہ میں خدا کی ذات کو دیکھو وہ تو ازل سے لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتا آرہا ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ وہ خدا جو حق کی ہدایت کرتا ہے اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جائے یا وہ فرضی خدا جو سوائے اس صورت کے کہ اسے رستہ دکھایا جائے از خود راہ نہیں پاتا ۔۔۔!! اس روشن حقیقت کے کھل جانے کے بعد بتاؤ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معبود حقیقی کے بارہ میں کیسے فیصلے کرتے ہو۔ جن میں نہ معقولیت ہے اور نہ دلیل کی کسوٹی پر کسی جہت سے پورے اترتے ہیں؟

تیسری دلیل

سچے خدا کے مقابلہ پر مشرکین نے پیش کردہ شرکاء کی بے بضاعتی اور قدرت و اختیار سے تہی دامنی کی ایک اور بات بڑے ہی لطیف پیرایہ میں سورۃ اعراف رکوع ۲۴ میں اس طرح بیان ہوئی ہے فرماتا ہے:

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝

(آیت نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴)

کیا یہ لوگ اُن کو خدا کے مقابلہ پر درجہ الوہیت دے بیٹھے ہیں جو کسی چیز کے

خالق نہیں، اُلٹا مخلوق ہیں یعنی اپنے وجود میں آنے کے لئے تو دوسرے کے محتاج ہیں پھر وہ خالق کیسے بن سکتے ہیں یہ اُلٹی گنگا کیسے بہے گی۔ اسی پر بس نہیں اور دیکھو! بارہا مشرکوں کو مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیا کبھی ایسا بھی ہُوا کہ ان کے شرکاء اُن کی مدد کو پہنچے ہوں۔ معبودانِ باطلہ کا مشرکوں کی مدد کرنا تو دُور کی بات ہے۔ وہ تو اس قدر عاجز اور ناچار ہیں کہ خود اپنے نفسوں کی نصرت اور مدد سے بھی عاری ہیں۔

بے جان مورتیوں کی پوزیشن تو ظاہر و باہر ہی ہے اور جو دوسری جاندار یا شکتی والی ہستیوں اور عناصر کو خدا کے مقابل پر بطور معبود سمجھتے ہیں، وہ قانونِ قدرت کے سامنے محض ناچار اور مجبور ہیں۔

اسی نکتہ کو مزید واضح کرتے ہوئے آیت نمبر ۱۹۴ میں فرماتا ہے کہ اگر تو ان فرضی خداؤں کو ہدایت کی طرف بُلائے تو وہ تمہاری اتباع نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً اگر کوئی بت دھوپ میں کھڑا ہے یا بارش میں بھیگ رہا ہے یا کسی طوفان اور آتش زنی کی زد میں ہے اور تم اس سے خواہش کرو کہ وہ تمہاری بات مان کر ادھر ذرا سرک کر سائے میں آجائے یا کسی اوٹ میں ہو کر بارش سے بچ جائے یا کسی اور طریق پر آنے والی تباہی اور بربادی سے اپنا بچاؤ کر سکے تو خیرخواہ کے اس مشورہ پر کبھی عمل پیرا نہ ہو سکیں گے۔ فرماتا ہے:-

ایسی حالت میں تمہارا ان کو بُلانا یا چُپ رہنا ان کے لئے برابر ہے۔ اب بتاؤ ان کی خدائی کیا ہوئی؟

اس کے بعد اگلی آیت میں ایک اور پکّی بات اور حقیقت بتائی فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ اعراف آیت ۱۹۵)

جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا بُلاتے ہو حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سامنے وہ بھی تمہاری طرح کے عاجز بندے ہیں۔ ان کا عاجز اور بے بس ہونا کسی کے ہاتھوں مسخر و محکوم ہونا ان کی خدائی کے طول و عرض کو آشکار کر رہا ہے۔ فرماتا ہے تم انہیں پکارتے جاؤ ــــ اور اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری پکار کا جواب دیکر اپنی الوہیت کا ثبوت دیں۔

مشرک اور موحد میں یہی فرق نمایاں ہے کہ سچے خدا کا پرستار جب اُس کی بارگاہ میں دُعا کرتا ہے تو وہ اس کی دُعا کو سُنتا اور اس کا جواب دیتا ہے۔ اس کے برعکس مُشرک کا معبود نہ اُس کی دُعا سُنتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے۔

اگلی آیت میں تو اپنے نام کے خداؤں کی خدائی کو اور بھی طشت ازبام کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے:-

اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا۔ (آیت ۱۹۶)

یہ سارا نقشہ عمومی طور پر تو بعض قوموں کے دیوی دیوتاؤں پر بڑی صفائی سے ظاہراً بھی منطبق ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض کے ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان وغیرہ ہوتے ہی نہیں۔ بلکہ بعض تو اعضاءِ مخصوصہ کو ایسی عظمت دیتے ہیں جو خدا کو دینی چاہیئے۔ اور ان کو مہادیو تک کہہ جاتے ہیں۔ شیو جی کے "لنگ" کو اس مقام پر سمجھتے ہیں ــــ یا پھر عناد کی بُو جاکی جاتی ہے۔ ان کا ظاہری طور پر ایسے اعضاء سے خالی ہونا بھی ظاہر و باہر ہے۔ لیکن آیت کریمہ میں اس ظاہری انطباق کے ساتھ ساتھ اصل قوت اور شکتی کی طرف اشارہ ہے۔ اور درحقیقت یہی ہے وہ چیلنج جو مشرکین کو ان کے مصنوعی خداؤں کے بارہ میں اس آیت کریمہ کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ کہ اوّل تو ان کے ایسے اعضاء ہی نہیں اور جن مورتیوں کے اعضاء بنائے ہوئے بھی ہیں وہ بھی بے معنے سے ہیں ان میں کسی طرح کے نفع یا نقصان کی قدرت ہی نہیں۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان مورتیوں یا دیوتاؤں اور بتوں کے اعضاء نہ ہونے کے باوجود ان میں بڑی شکتی ہے۔ وہ بڑے بلوان ہیں ــــ آیت کریمہ کے آخری حصے میں ان کے اس دعوے کی قلعی بھی کھول کر رکھ دی ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یا جو کوئی بھی آپ کا سچا جانشین بن کر نمائندگی کرے، فرماتا ہے "اچھا تم بھی اپنے ان معبودوں کو میدانِ مقابلہ میں لے آؤ۔ میں تو پہلے ہی میدان میں موجود ہوں۔ اب تم اور تمہارے یہ سب شرکاء مل کر میرے خلاف منصوبہ کر لو۔ اور منصوبہ بھی ایسا کہ اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھو، اور مجھے اس کی مہلت اور ڈھیل نہ دو۔ اس عملی مقابلہ میں حقیقت سامنے آجائے گی ــــ!

(۴۴)

تربیتی پروگرام جماعتہائے کشمیر!

نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ہر سال جماعتہائے احمدیہ کشمیر میں تربیتی وفود بھجوائے جاتے ہیں جو مبلغین پر مشتمل ہوتے ہیں اور ہر مبلغ کو کسی ایک جماعت میں کچھ عرصہ کے لئے متعین کیا جاتا ہے اور وہ مبلغ جماعت میں ٹھہر کر نماز باجماعت۔ درس قرآن مجید و حدیث شریف اور تعلیمی و تربیتی کلاسز کا انتظام کرتا ہے تاکہ احباب کو مسائل اور تعلیم اسلام اور احمدیت سے واقفیت حاصل ہو۔

اس سال مکرم مولوی عبدالمومن صاحب فاضل کو جماعت احمدیہ کری یاری گام میں، اور مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب کو شورت میں متعین کیا گیا ہے اور مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر کو یاڑی پورہ اور چک امیرچھ کی جماعتوں میں بھجوایا جا رہا ہے۔ اُمید ہے متعلقہ جماعتیں اور ان کے عہدیداران ان مبلغین کرام سے تعاون کریں گے اور فائدہ اُٹھائیں گے۔

احباب دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین کرام کو اچھے رنگ میں کام کرنے کی توفیق بخشے اور جماعتوں میں بیداری پیدا ہو اور ان کے ایمان و اخلاص میں برکت دے ــــ آمین!

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلان برائے مبلغین کرام!

مبلغین کرام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ انشاء اللہ ۲۶ جولائی ۱۹۷۹ء سے شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے مبلغین کرام اس مہینے میں دورہ نہ کریں اور اپنی اپنی جماعتوں میں قیام رکھیں۔ جماعتوں میں درس و تدریس۔ تراویح۔ تہجد اور دیگر تربیتی پروگرام جاری رکھیں۔ تاکہ جماعتیں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے سے پوری طرح فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے رنگ میں رمضان المبارک میں جماعتوں کی تربیت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

عہدیداران جماعت سے بھی درخواست ہے کہ مبلغین کرام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستہائے دُعا

(۱) ــ خاکسار بیٹی عزیزہ سیدہ امۃ النصیر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگانِ سلسلہ کی دُعاؤں کی برکت سے اس سال گورونانک دیو یونیورسٹی سے بی۔ اے پارٹ I کا امتحان پاس کیا ہے الحمد للہ ــــ اس خوشی میں خاکسار پانچ روپے اعانت بدر اور پانچ روپے صد سالہ فنڈ میں ادا کرتے ہوئے احباب جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ اس کامیابی کو عزیزہ کے لئے بابرکت کرے اور آئندہ کی کامیابیوں کے لئے پیش خیمہ بنائے آمین!

خاکسار: سید شجاعت علی۔ ساہنیہ زمن قادیان۔

(۲) خاکسار اپنی دینی و دنیاوی ترقیات اور مخالفین کے شر سے ہر طرح محفوظ رہنے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتا ہے۔ نیز میرے بھائی پرویز احمد کی بائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اس کی کامل صحت یابی کے لئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شمیم احمد۔ اونہ گام بانڈی پورہ (کشمیر)

(۳)۔ مکرم بشیر احمد صاحب پردیسی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوٹلی کافی عرصہ تین چار سال سے گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور بندش پیشاب کی تکلیف بار بار ہو جاتی ہے۔ نیز خاکسار کے چھوٹے بھائی محمد ایوب صاحب کو کبھی کبھی خون کی قے آجاتی ہے ہر دو کی کامل صحت کیلئے دُعا کی درخواست ہے

خاکسار: نذیر محمد کارکن دفتر آڈیٹر قادیان

صفحہ ۴۴ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتا ہے:-

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ اعراف ۱۹۷)

میرا دوست میرا ناصر اور میرا مددگار وہ اللہ ہے جس نے اس کامل کتاب کو نازل کیا ــــ ہاں وہی بزرگ و برتر خدا جو ابد الآباد سے نیکو کاروں کا ساتھ دیتا چلا آرہا ہے اور ان کی نصرت و تائید کے لئے اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے۔ (باقی)

اَسْمَاءُ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْقُرْاٰنِ

حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کا نام کیا تھا؟

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور

حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ تھا یا یسوع۔ انجیل کا یسوع قرآن میں عیسیٰ کیسے ہو گیا؟ مستشرقین کی خیالی آرائیاں ملاحظہ ہوں۔

جرمن مستشرق نولڈیک اور بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ عیسو نام کے اشتباہ کی وجہ سے عیسیٰ کہا گیا۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام عیسو تھا اور چھوٹے کا یعقوب۔ یہودی عیسو کو برکاتِ نبوت سے محروم سمجھتے تھے۔ لکھا ہے:

"میں نے یعقوب سے محبت رکھی لیکن عیسو سے نفرت کی ہے۔"

(رومیوں ۱۳:۹)

یہودی طعنہ دیتے کہ یسوع میں عیسو کی روح حلول کر آئی ہے۔ یہ لوگ ازراہِ تحقیر یسوع کو عیسو کہتے تھے نولڈیک کہتا ہے کہ بانیٔ اسلام نے سمجھا کہ یہی ٹھیک ہے آپ نے اسی اشتباہ یعنی یسوع کو عیسیٰ کے نام سے یاد کیا۔ بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ نصرانی یسوع کو الیسوع کہتے ہیں۔ بانیٔ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے موسیٰ کے وزن پر اسے عیسیٰ بنا لیا۔

یہ دونوں نظریے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں درج ہیں۔

ڈاکٹر زویمر نے اپنی کتاب "دی مسلم کرائسٹ" میں انہیں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انجیل متی کے مفسر ڈاکٹر ایچ ایم ویبسٹن لکھتے ہیں:

"یہودیوں میں "یسوع" ایک تاریخی نام تھا اور عام طور پر لوگ اس نام کو رکھتے تھے۔ یسوع اور یشوعہ ایک ہی نام ہے اور عبرانی نام یہ شع کا مخفف ہے۔ یہ لفظ مرکب ہے

یاھو و شع

سے ہے اور اس کے معنی ہیں "یہواہ نجات"

یونانی میں یہ لفظ آئی سو ہو گیا اور قرآن میں عیسیٰ۔ اس عربی تبدیلی سے اس نام کی وجہ تسمیہ میں فرق آ گیا۔ مسلمان مسیحیوں کو اسی بناء پر نصاریٰ کہتے ہیں۔ اس لئے مسیحیوں کو چاہیئے کہ اس لفظ سے پرہیز کریں۔" (اردو ترجمہ تفسیر انجیل متی صفحہ ۶۱ و ۶۲)

مورس۔ ایس سیل مسلم ورلڈ میں لکھتے ہیں:—

"عیسیٰ نام سے ہم مطلقاً شناسا نہیں ہیں یسوع کے آخر میں حرف ع ہے وہ شروع میں کیسے لگ گیا ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یسوع کا روٹ یشع ہے جس کے معنے نجات دینے کے ہیں۔ عیسیٰ کا مادہ یشع نہیں ہو سکتا۔"

("مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۶۶ء مقالہ "قرآن کا گم شدہ ورق")

آخر میں ڈاکٹر (PERRINBER) کی کتاب (Jesus in Quran یسوع قرآن میں) ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ مصنف لنڈن یونیورسٹی میں تقابلِ ادیان کے ریڈر ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ظہورِ اسلام سے بہت پہلے حضرت مسیح کا نام عیسیٰ مشہور تھا۔ اس دور میں ارضِ شام میں ایک معبد کی پیشانی پر "عیسانیہ" لکھا گیا۔ یعنی عیسیٰ کے ماننے والوں کی عبادت گاہ صاحب موصوف کے نزدیک بانیٔ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں بلکہ عربوں نے یسوع کا عیسیٰ بنا لیا تھا

مکمل صداقت کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے ملفوظات کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

"میرا نام عیسیٰ رکھا ہے تمام عرب میں عیسیٰ کا لفظ ہے یسوع کا ذکر پرانے عرب اشعار میں نہیں پایا جاتا۔ چونکہ عیسیٰ نبی تھے اس لئے مصلحتاً انہوں نے کسی موقعہ پر عیسیٰ کو بدل کر یسوع بنا لیا ہوگا۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹۰)

توریت میں بزرگانِ امت کے نام آئے ہیں۔ ان میں عیسیٰ کے مشابہ دو نام ہیں۔ یسوع جسے سریانی میں ایشوعہ کہا جاتا ہے اور عیسو جسے عیسا کہا جاتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے عہد عتیق کا یونانی ترجمہ ہو چکا تھا اس ترجمہ کو اسیپٹواجنٹ (سبعینہ) کہتے۔ سبعینہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یشوع بن نون کو Jesous الیسوس کہا گیا سین یونانی لاحقہ ہے اصل نام الیسوع ہے جو عبرانی یشوع کا متبادل ہے دوسرا نام عربی آرامی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام توریت میں عیسو ہے۔ یونانی بائیبل میں نام یوں ہے ESAU اسے ہم عیسیٰ پڑھیں گے۔

حضرت مسیح کا نام الیسوع رکھا گیا یا عیسیٰ رکھا گیا۔ یہ امر قابلِ غور ہے۔ دونوں نام صوتی لحاظ سے اور درجہ مشابہ ہیں سوال یہ ہے کہ ع سے عیسیٰ ہے یا الف سے قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کو ملائکۃ اللہ نے عیسیٰ نام بطور تفاؤل بتایا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام عیسیٰ تھا اور چھوٹے کا نام یعقوب تھا اس کے عین مطابق حضرت مریم کے چھوٹے بیٹے کا نام یعقوب تھا ظاہر ہے کہ پلوٹھے کا نام عیسیٰ ہونا چاہیئے۔

توریت کے نسخہ سبعینہ کے مطابق آبادِ بنی اسرائیل کے نام زبان زد خلائق تھے حضرت مریم گلیل کی رہنے والی تھیں وہاں کی زبان یونانی اور آرامی تھے۔ اس لئے عیسیٰ نام موزوں اور مناسبت رکھتا ہے جو کہ یونانی اور آرامی ملفوظ دونوں کے مطابق ہے چونکہ یہودی عیسیٰ بن یعقوب سے عداوت رکھتے تھے اور عداوت کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے داماد تھے اس لئے مجبوری یا مصلحت سے تحت دوسرا نام یسوع اختیار کیا گیا۔ یہودیوں کی انجیل تولدو تھ یشوعہ میں ہے کہ یسوع خاندانی نام ہے عیسیٰ عربی آرامی لفظ ہے اس کا روٹ عیس نہیں بلکہ عسو ہے توریت میں مادہ کے پیشِ نظر رکھے گئے ہیں:—

بالوں والی پوستین کی مانند

(پیدائش ۲۵/۲۶)

علماء کہتے ہیں کہ عیسو کے معنی درست نہیں ہیں عبرانی میں یہ لفظ سرے سے ہے ہی نہیں:—

"The name Esau has no Hebrew etmology" (ISIC)

یہ الفاظ پیکس بائیبل کومنٹری کے ہیں عربی آرامی کی جھلک صرف صحیفہ ایوب میں ملتی ہے اس صحیفہ میں عاس اور عیس ستاروں کے اس جھرمٹ کا نام ہے جسے بنات نعش کہتے ہیں۔ (ایوب ۹/۹ ، ۳۸/۳۲) جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ رات کا پہریدار ہے۔ علماء کا فیصلہ ہے کہ آباد بنی اسرائیل کے نام عربی۔ آرامی سے تعلق رکھتے ہیں توریت میں۔ توریت میں ان کو عبرانی لغت کے مطابق بنانے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے عربی میں عاس رات کے پہریدار کو کہتے ہیں یا عیسا کے معنے ہیں شبِ تاریک کا نگہبان۔

ظاہر ہے کہ عیسیٰ عربی آرامی نام ہے عبرانی ہے ہی نہیں حضرت مریم کی زبان عبرانی نہیں بلکہ آرامی تھی توریت میں عیسو نام عبرانی نہیں بلکہ آرامی ہے۔ اس لئے فرشتوں نے جو نام بتایا وہ عربی آرامی نام ہے عبرانی نہیں ہے۔ عیسو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے داماد گویا وہ دونوں خاندانوں میں نقطہ وصل تھے بنی اسرائیل نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دشمنی میں حضرت عیسو کو بدنام کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے اس داغ کو دھونے کے لئے بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر کا نام عیسیٰ رکھ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے نبوت کی منتقلی کی خبر دی!

"خدا کی بادشاہت تم سے چھین کر ایک دوسری قوم کے سپرد کی جائے گی جو کہ اس کے پھل لائے گی"

(متی ۲۱)

عیسو نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ظاہری ناطہ جوڑا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا ناطہ بنی اسرائیل سے جوڑا۔

انبیاء کے ناموں میں گوناگوں حکمتیں ہیں۔ عہد عتیق میں آنے والے نبی کو ددیال اور ننھیال کہا گیا حضرت حزقیایل نبی کی بشارات میں بالخصوص اس پہلو پر زور دیا گیا۔ اس لئے عیسیٰ نام نہایت موزوں ہے۔ آئندہ مضمون میں اس نظریہ کی تائید میں تاریخی ثبوت پیش کئے جائیں گے۔

تقریر بر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۸ء

قسط نمبر ۲

کسرِ صلیب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

اب آئیے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اناجیل، کتب اہل قدیم اور تاریخی شواہد سے جو تحقیق حضرت یسوع مسیح کے صلیبی واقعہ کے بارے میں دنیا کے سامنے پیش فرمائی اور موجودہ تحقیقات اور جدید انکشافات جس نتیجہ پر پہنچے ہیں ان کا ہم ذرا تجزیہ کریں۔

اناجیل کے مختلف حوالوں کی روشنی میں صلیبی واقعات کی تفصیل بیان کرنے سے قبل یہاں ایک اہم بات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت یسوع مسیح کی آمد کی غرض دنیا کو اس کے موروثی گناہ سے نجات دلانے کے لئے صلیبی موت مرنا ہی ہے تو آپ کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے خود بخود خوشی خوشی صلیب پر چڑھ کر جان دینا چاہئیے تھا۔ لیکن اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے بارے میں آپ بہت زیادہ خوفزدہ تھے اور نہایت گھبراہٹ اور عاجزی سے موت کے اس پیالہ کے ٹل جانے کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے اور اپنے شاگردوں سے کرواتے رہے تھے جیسا کر لکھا ہے :۔

"مسیح گھٹنے ٹیک کر یوں دعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تو چاہے تو (موت کا) یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے ۔۔۔۔ اُس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔"

(لوقا ۴۸ - ۲۲:۴۸)

اسی طرح لکھا ہے "یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔" ایلی ایلی لما سبقتانی "یعنی میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا (متی ۲۷:۴۶) گویا کہ حضرت مسیح صلیب پر جان دینا نہیں چاہتے تھے اور اس دردناک اور لعنتی موت سے بچنے کے لئے اضطراب کے ساتھ دعائیں مانگتے رہتے تھے۔

اب عیسائی حضرات ہمارے اس سوال سے آگے خاموش اور ساکت ہیں کہ ایک طرف ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کا مشن صلیب پر جان دے کر دنیا کو گناہوں سے نجات دلانا تھا اور دوسری طرف حضرت مسیح صلیب پر مرنا نہیں چاہتے ذرا بتائیے تو سہی کہ یہ تضاد کیوں ؟ کیا حضرت مسیح اپنے مشن کی تکمیل میں کوتاہی کرنا چاہتے تھے ؟

اس ضمن میں ایک بات یہاں قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح ناصری نے فرمایا تھا کہ :۔

"خدا گنہ گاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو وہ اس کی سُنتا ہے"۔

(یوحنا ۹:۳۱)

اب ہمارے اور نصاریٰ کے درمیان اس بات پر فیصلہ باقی ہے کہ صلیبی موت سے نجات کے لئے حضرت مسیح نے جو تضرعانہ دعائیں کی تھیں وہ قبول ہوئی تھیں یا نہیں ؟ اگر قبول نہیں ہوئیں اور آپ لعنتی موت مرے تو بقول حضرت مسیح کے آپ کا راستباز اور خدا پرست ہونا مشکوک ہو کر رہ جاتا۔ اگر یہ دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت مسیح صلیب پر سے بچا لئے گئے تو عیسائیوں کا مسئلہ کفارہ صرف ایک افسانہ بن کر رہ جاتا جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو صاف طور پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت یسوع مسیح کی یہ دعا قبول فرمائی تھی چنانچہ لکھا ہے "اُس نے (مسیح نے) اپنی بشریت کے دنوں میں زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی"۔

(عبرانیوں ۵:۷)

اسی طرح لکھا ہے :۔

"یسوع نے آنکھیں اُٹھا کر کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سُن لی اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے"۔

(یوحنا ۱۱:۴۱)

اب ہمارے عیسائی حضرات ہی ذرا بتائیں کہ یسوع مسیح کی صلیبی لعنتی موت اور عیسائی کفارے کا کیا بنا؟ صرف یہی ایک حوالہ کافی تھا جس سے کفارے کی عمارت پیوستِ زمین ہو جاتی!

اس کے بعد میں آپ کے سامنے انجیلی حوالوں کی روشنی میں بتاؤں گا کہ صلیبی واقعہ کس طرح رونما ہوا اور اس کا کیا انجام ہوا۔

یہودیوں نے مسیح کو پکڑ کر پلاطوس نامی حاکم کے سامنے پیش کیا جو درحقیقت دل سے مسیح کا معتقد اور خیر خواہ تھا پلاطوس نے مسیح کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی ان میں سے ایک یہ تھی کہ جس دن مسیح کو صلیب دیا جانا مقرر کیا گیا تھا اس کا دوسرا دن یہودیوں کے ایک خاص تہوار کا دن تھا اور یہ دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا تھا اس تہوار کے موقع پر ہر سال رومی سلطنت یہود کو خوش کرنے کے لئے ایک قیدی چھوڑ دیا کرتی تھی اس رعایت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پلاطوس نے بہت کوشش کی کہ مسیح کو رہا کر دیا جائے لیکن یہودیوں نے اس کوشش کو مسترد کر دیا آخر میں یہودیوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر انہیں مسیح کو صلیب کی سزا سُنانی پڑی اور اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ دھو کر اس گناہ سے اپنی بریت کا اظہار کیا۔

جب یہودی مسیح کو لے کر مقام صلیب پر پہنچے تو اس وقت چھٹا گھنٹہ شروع ہو گیا تھا یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے تین اور چار بجے کے درمیان شام کا وقت تھا اور غروب آفتاب سے خصوصی تہوار کا وقت شروع ہوتا تھا یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اس خصوصی سبت کے دن اگر کوئی صلیب پر لٹکایا گیا تو خدا کا غضب بُری طرح نازل ہو جاتا۔ چنانچہ صلیب پر لٹکائے جانے کے بعد ہی پیلاطوس یہودیوں کو اس غضب الٰہی کے بارے میں تنبیہ بھی کرتے رہے ادھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یکدم ایسی زور کی آندھی چلی کہ جس سے چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ (مرقس ۱۵:۳۳) یہ دیکھ کر یہودی اور بھی ڈر گئے اور انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ اب ان کو اتار لیا جائے (یوحنا ۱۹:۳۱)

اس طرح مسیح کے صلیب پر لٹکے رہنے کا کل وقت تین ساڑھے تین گھنٹے بنتا ہے اس مختصر عرصہ میں صلیب پر کوئی نہیں مر سکتا۔ چنانچہ آجکل بعض نوجوان تجربہ کے طور پر اور بعض ثواب کی خاطر کئی کئی گھنٹے بلکہ کئی کئی دن اپنے آپ کو صلیب پر لٹکایا کرتے تھے اور زندہ اتر آیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح کو صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد آپ کا جسم آپ کے دوستوں کے سپرد کیا گیا تھا دشمنوں کے نہیں (یوحنا ۱۹:۳۸) پھر یہ بھی قاعدہ ہوتا تھا کہ جو صلیب سے اتارا جاتا تھا اس کے پاؤں کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں مگر پہرہ داروں نے جو آپ کے مرید ہی تھے آپ کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔ جب مسیح کو صلیب پر سے اتارا گیا تو ایک سپاہی نے آپ کے پہلو میں آہستہ سے نیزہ مار کر دیکھا تو اس میں سے بہتا ہوا خون نکل آیا (یوحنا ۱۹:۳۴) یہ بات آپ کی زندگی کی علامت تھی اس لئے کہ مردہ جسم میں سے بہتے ہوئے خون کا نکلنا ایک امر محال ہے۔

حضرت مسیح کو صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد آپ کے شاگرد و معتقد یوسف آرمیتیا نے ایک قبر نما کمرے میں لے جا کر رکھ دیا وہ قبر ایک کھلی کوٹھری تھی جو چٹان میں کھودی ہوئی تھی (متی ۲۷:۶۰)

یہاں ایک ضروری بات کا عرض کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ واقعہ صلیب سے قبل حضرت مسیح ناصری نے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر فرمایا تھا کہ یونا نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہیں دیا جائے گا کیونکہ جس طرح یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ (متی ۱۲:۳۸ - ۴۰)

یوناہ نبی کے اس نشان کی تفصیل بائیبل کے صحیفہ یوناہ کے ابتدائی چار بابوں میں درج ہے جس میں ہمیں چار باتیں نظر آتی ہیں :۔

(۱) یوناہ نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ گئے۔

(۲) مچھلی کے پیٹ میں تین دن اور رات زندہ رہے۔

(۳) وہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکلے

(۴) یوناہ نبی کا اصل تبلیغ کا زمانہ مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد شروع ہوا

یوناہ نبی کے اس نشان کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح کے مذکورہ قول کے مطابق حضرت مسیح پر بھی اس صورت میں یہ واقعہ چسپاں ہونا چاہئیے اگر مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے تو وہ زندہ قبر میں نہیں گئے ہوں گے اگر مسیح قبر میں تین دن مرے رہے تو یوناہ نبی سے آپ کی کوئی مشابہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یوناہ نبی مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات زندہ رہے تھے اسی طرح اگر قبر میں سے جی اُٹھنے کے بعد مسیح کا مشن ختم ہو گیا جیسے مسیحی لوگ کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد جی اُٹھے اور آسمان پر اپنے باپ کے تخت پر

بیٹھنے کے لئے چلے گئے۔ تو آپ کی یوناہ نبی سے کوئی مشابہت باقی نہیں رہتی۔

اب ضمناً عیسائی حضرات سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بقول ان کے حضرت یسوع مسیح نے صلیب پر جان دے دی تھی تو پھر جی اٹھنے کے لئے تین دن کے وقفہ کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ فوری طور پر کیوں نہ جی اٹھے؟ اور آپ فوراً دم آسمان پر چلے گئے تاکہ ہزارہا لوگوں کے درمیان ان کا خدا یا خدا کا بیٹا ہونا واضح ہو جاتا۔ تین دن کا وقفہ پڑنے میں آخر کیا حکمت تھی یہ ایک بنیادی سوال ہے جس کا جواب دینے کی آج تک کسی نے بھی تکلیف گوارا نہیں کی۔

تین دن کے اس وقفہ کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ تین دن علاج معالجہ اور صلیب کی اذیت کے بعد طاقت بحال ہونے اور وہاں سے بچ نکلنے میں صرف ہوئے۔

پھر ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ حضرت مسیح اس قبر نما کمرے میں تین دن رات آرام کرنے کے بعد بھیس بدل کر باہر نکلے جب وہ اپنے حواریوں کے پاس آئے تو انہیں یقین نہیں آیا کہ واقعی وہ ان کے یسوع مسیح ہیں۔

اس پر آپ نے کہا کہ تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے تو انہوں نے بھنی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور کچھ شہد کا چھتہ دیا اور آپ نے ان کے روبرو اسے کھایا اور اپنے شاگردوں کو اپنے زخم دکھائے جو صلیب دیئے جاتے وقت ہاتھوں اور پیروں میں لگ گئے تھے۔ اس طرح انہیں یقین دلایا کہ آپ مسیح ہی ہیں کوئی روح نہیں۔
(یوحنا ۲۰: ۲۴-۲۹)

ان تمام واقعات اور حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے۔

اس ضمن میں ایک اور جدید تحقیق اور ریسرچ کے بارے میں آپ کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت یسوع کو صلیب پر سے اتارے جاتے وقت ان کے اوپر جو چادر لپٹی ہوئی تھی وہ اٹلی کے شہر ٹیورن میں اب بھی موجود ہے۔ صلیب سے اتارنے کے بعد جسم پر خون کے مختلف دھبے اور جسم پر لگائی گئی مرہم کے نشانات اس چادر پر چسپاں ہیں موجودہ زمانہ کے نہایت طاقتور اور ترقی یافتہ فوٹوگرافی کی روشنی میں یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ مسیح کو جب صلیب پر سے اتارا گیا تو آپ اس وقت زندہ تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء کے بمبئی سے شائع ہونے والے انگریزی اخبار Times of India میں ایک تحقیقی مقالہ شائع ہوا ہے جس میں اس چادر کے بارے میں تحقیقات کا ذکر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جرمنی کے مصنف کرٹ برنا (Kurt Berna) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کفن پر خون کے دھبے اس بات کا ثبوت ہیں کہ مسیح کو جب صلیب سے اتارا گیا تھا تو اس وقت آپ زندہ تھے۔ برنا کہتے ہیں کہ اس کے یہ انکشافات یہودیوں کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں کہ انہوں نے مسیح کو صلیب پر مار دیا تھا کیونکہ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہودیوں کا مقصد پورا نہ ہو سکا یعنی مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے گویا کہ یہ جدید انکشافات نے بھی حضرت مسیح ناصری کو صلیبی لعنتی موت سے بچا لیا ہے۔

اب جبکہ انجیلی شواہد اور تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت یسوع مسیح صلیب پر سے زندہ ہی اتار لئے گئے تھے تو یہاں لازماً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ زندہ بچ نکلے تھے تو پھر اس کے بعد کہاں گئے۔ اس سوال کا جواب دینے سے قبل ہمیں دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح کی آمد کی غرض کیا تھی اور کیا آپ نے اپنا مشن پورا کیا تھا یا نہیں۔

یسوع مسیح نے اپنی آمد کی غرض یہ بیان فرمائی تھی کہ:

"میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"
(متی ۱۵:۲۴)

"مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانی ضروری ہے کیونکہ میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں۔"
(لوقا ۴:۴۳)

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو لانا بھی ضروری ہے۔"
(یوحنا ۱۰:۱۶)

گویا کہ حضرت مسیح کا مشن بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں یعنی یہود کے ان سب قبائل کے لئے تھا جو آپ کی بعثت کے وقت فلسطین سے لے کر ہندوستان تک کے مشرقی ممالک میں منتشر اور پراگندہ ہو گئے تھے۔

حضرت مسیح کی آمد کے موقع پر فلسطین میں بنی اسرائیل کے ۱۲ قبائل میں سے صرف دو قبیلے رہائش پذیر تھے اس لئے حضرت مسیح کے مشن کی تکمیل کے لئے ان علاقوں کا سفر کرنا بھی ضروری تھا جہاں باقی تمام قبائل آباد تھے۔ دراصل یہی قبائل اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" نہایت ناقابل تردید تاریخی شواہد سے مختلف مؤرخوں کے حوالوں کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا تھا کہ افغانستان اور کشمیر وغیرہ علاقوں میں بنی اسرائیل کی بھیڑیں آباد تھیں اور واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام ان علاقوں میں تشریف لائے اور ایک لمبے عرصہ تک یہاں رہ کر وفات پا گئے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی راہنمائی فرمائی تھی کہ واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى اَنْ تَنَقَّلْ مِنْ مَكَانٍ اِلٰى مَكَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰى"
(کنز العمال حصہ دوم صفحہ ۳۴)

یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بذریعہ وحی ہدایت فرمائی تھی کہ اے عیسیٰ تو یہاں سے چلا جا تاکہ دشمنوں کو پہچانا نہ جا سکے اور اس طرح تجھے یہ لوگ تکلیف نہ پہنچا سکیں۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں واقعہ ہجرت کے بعد آپ کے پناہ گزین ہونے کے مقام کے بارے میں روشنی ڈالی ہے کہ

"وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ"
(المؤمنون ع ۳)

یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو قابل رہائش قرارگاہ اور چشموں والی تھی۔

یہ آیت قرآنی ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت یسوع مسیح صلیبی واقعہ کے بعد زمین ہی پر ایک خوشنما اور چشموں والے پہاڑی علاقہ میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ اس آیت کے چاروں الفاظ یعنی آوی۔ ربوۃ۔ ذات قرار اور معین اسی حقیقت کی طرف دلالت کرتے ہیں۔

انسان جب نہایت تکلیف دہ حالت سے دوچار ہو اور اس سے بچاؤ اختیار کیا جائے تو اس وقت آوی کا لفظ بولا جاتا ہے حضرت یسوع مسیح کی زندگی میں صلیبی واقعہ کے علاوہ کوئی اور موقع ہمیں نظر نہیں آتا جبکہ آپ کو اس قسم کی تکلیف دہ اور دردناک حالت سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

ربوہ کا لفظ قرآن مجید میں دو ہی جگہ استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ لفظ ربوہ کے معنے اونچے مقام اور پہاڑی علاقہ کے لئے ہی کئے گئے ہیں۔ یہ اونچا مقام جہاں حضرت مسیح پناہ گزین ہوئے ذات قرار اور معین بھی تھا۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ قرار کا لفظ زمین کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

"اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا"

"اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا"

وغیرہ آیتوں میں لفظ قرار زمین پر رہنے اور رہائش کے قابل مقام کے معنوں میں استعمال ہوا۔ کہیں بھی یہ لفظ آسمان کے لئے استعمال نہیں ہوا۔

اسی طرح معین کا لفظ بھی ان جگہوں کے لئے بولا جاتا ہے جہاں بکثرت بہتے ہوئے پانی کے چشمے ہوں گویا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری کو صلیبی واقعہ کے بعد زمین ہی کے اوپر ایک ایسے مقام پر پناہ دی تھی جو پہاڑی علاقہ پر واقع قابل رہائش اور چشموں والا تھا۔ (باقی)

درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار کی اہلیہ عرصہ قریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں اور کافی کمزوری ہو گئی ہے صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

(۲) مکرمی عبدالشکور صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دہلی کی اہلیہ ایک عرصہ سے بعارضہ دمہ و دیگر عوارض بیمار ہیں اور بے حد کمزور ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

(۳) عزیزہ جانہ ولد عبدالقادر رشی بعارضہ قلب بیمار ہے اور سرینگر ہسپتال میں داخل ہے۔ اس بچی کے علاج پر کافی روپیہ بھی خرچ ہو چکا ہے۔ اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بشیر احمد دہلوی
ایڈیشنل ناظر امور عامہ

مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مرحوم کی سیرت و سوانح پر مقالہ اور احباب سے

تعاون کی اپیل!

خاکسار جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ سادسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اور درجہ شاھد کے لئے خاکسار نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی سیرت و سوانح پر مقالہ تیار کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں احباب کرام سے مولانا صاحب کے اخلاق و عادات۔ خدمات سلسلہ۔ مناظرہ جات نیز خاندانی حالات کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کی درخواست ہے۔

خاکسار: ملک محمد افضل ظفر فاضل
متعلم درجہ شاہد۔ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ۔ پاکستان

رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں

قادیان میں درس کا انتظام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال ماہ صیام میں حسب سابق قادیان میں درس قرآن مجید اور حدیث شریف کا انتظام مندرجہ ذیل تفصیل سے ہوگا:۔

(۱) درس قرآن مجید:۔ مسجد اقصیٰ میں بعد نماز ظہر تا نماز عصر روزانہ قرآن مجید کا درس علماء کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ دیا کریں گے۔

نمبر شمار	اسماء درس دہندگان	مقررہ سورتیں از ابتداء تا اختتام
۱	مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب	سورۃ فاتحہ تا النساء
۲	" " بشیر احمد صاحب خادم	" المائدہ " اعراف
۳	" " عنایت اللہ صاحب منڈاشی	" الانفال " ھُود
۴	" " بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی	" یوسف " کہف
۵	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	" مریم " طٰہٰ
۶	مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور	" الانبیاء " النمل
۷	" " محمد انعام صاحب غوری	" القصص " انصّٰفّٰت
۸	" " ظہیر احمد صاحب خادم	" صٓ " الفتح
۹	" " بشیر احمد صاحب طاہر	" الحجرات " التحریم
۱۰	" " منیر احمد صاحب خادم	" الملک " ختم القرآن

(۲) درس حدیث شریف:۔ رمضان المبارک میں نماز فجر کے بعد مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی روزانہ حدیث شریف کا درس دیا کریں گے۔ آں موصوف کی عدم موجودگی میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی درس دیا کریں گے۔

مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب منڈاشی حدیث شریف کا درس دیا کریں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا

(۱) مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ انچارج صوبہ کشمیر التبلیغی سفر میں کیچڑ سے پیر پھسل جانے کی وجہ سے گر گئے تھے۔ اور دائیں بازو کی کہنی سے جوڑ الگ ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوڑ فٹ ہو جانے اور اصلاح معالجہ سے کافی آرام ہے۔ لیکن ابھی بازو میں درد باقی ہے۔ علاج ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مکرم مبلغ صاحب موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

(۲) مکرم محمد صادق صاحب ابن مکرم مستری محمد یوسف صاحب قادیان اعانت بدر میں پندرہ ۱۵ روپے اور شکرانہ فنڈ میں دس روپے ادا کرتے ہوئے احباب جماعت سے اپنی دینی و دنیوی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینجر بدر قادیان)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات (بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

دوسرے نمبر پر جناب مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کو اسلام کی طرف خیالات موڑنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ مولوی صاحب بھی تو وہی ہیں جن کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ غلام اور مرید ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور موصوف نے قرآن کریم کا جو انگریزی میں ترجمہ کیا اس میں بھی آپ ہی کی فیض صحبت اور سالہا سال کی تعلیم و تربیت کا گویا نچوڑ تھا۔ اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنا یہ انگریزی ترجمہ قادیان کے عرصہ قیام میں کیا۔ اور اس کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا کریڈٹ بھی اُسی بلند پایہ رُوحانی شخصیت کو جاتا ہے جس کے علمی اور رُوحانی فیض سے مولوی صاحب نے وافر حصہ پایا۔ اور انگریزی دان ہونے کی وجہ سے اُن تمام حقائق و معارف کو فرنگی زبان میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا۔

بہر حال یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار ممکن نہیں کہ جس بلند رُوحانی شخصیت کی اپنی کتب اور اُن کے مرید کے ترجمہ سے الحاد کی طرف جانے والے کے خیالات اسلام کی طرف پلٹ آئے تو وہ شخصیت اپنی ذات میں کس قدر بلند ہوگی اور ہے۔ پس اس پس منظر میں اگر کوئی مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی جلیل القدر اسلامی خدمات کا انکار کر دے اور اسے کوئی وزن نہ دے تو یہ اُس کی ویسی ہی ہٹ دھرمی ہے جیسا کہ کسی عرب شاعر نے نظم کرتے ہوئے بلیغ رنگ میں کہا ہے ؎

كَضَرَائِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا
حَسَدًا وَّ بُغْضًا اِنَّهٗ لَدَمِيْمٌ

(اس کی مثال اُس حسینہ کی سوتوں کی ہے جو اپنے دِلی حسد اور بُغض کا اظہار کرتے ہوئے حسین چہرے کی نسبت کہہ دیا کرتی ہیں کہ یہ تو بدنما ہے۔ ایسے حسین کہنا ہی غلطی ہے)

پس مبارک ہے وُہ شخص جو اِن باتوں کو پڑھتا اور ہدایت کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہے!!

محمد حفیظ بقاپوری

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS.
PHONES:- 52325 / 52686 P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پرلیسیڈ سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز
چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار، کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE No. 76360.

جزاکم اللہ احسن الجزاء

سو فیصد ادائیگی کرنے والی جماعتوں کی فہرست

برائے دعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوادی گئی!

گزشتہ مالی سال ۷۹-۱۹۷۸ء میں اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی اکثر جماعتوں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے لازمی چندہ جات کے بجٹ سو فیصد پورے کر دیئے بلکہ بعض نے اپنے بجٹ سے بھی زیادہ ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔ ان جماعتوں کی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے بھجوادی گئی ہے۔

نظارت ہذا ان تمام جماعتوں کے مخلصین کی خدمت میں جزاکم اللہ احسن الجزاء پیش کرتی ہے۔ اور ان جماعتوں کے بہترین تعاون کرنے والے عہدیداران کی خدمت میں بھی شکریہ عرض کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔

سو فیصد ادائیگی کرنے والی جماعتوں کی فہرست ذیل میں درج ہے:۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

نمبر شمار	نام جماعت	نمبر شمار	نام جماعت
	یوپی و راجستھان:۔	۲۸	تاراکوٹ۔
۱	صالح نگر	۲۹	کٹک۔
۲	ساندھن۔	۳۰	بھنیشور۔
۳	علی پور کھیڑا۔	۳۱	خوردہ
۴	بریلی۔	۳۲	نرگاؤں۔
۵	شاہجہان پور۔	۳۳	مانکیاگیرڈہ۔
۶	لکھنؤ۔	۳۴	پینکال۔
۷	رابڑ۔	۱۷	کوٹی پلہ۔
۸	مسکرا	۳۶	ارکھ پیٹنہ
۹	ننگلہ گھنو۔	۳۷	پچدوار
۱۰	بنارس	۳۸	پدم پدا نیالی۔
۱۱	اودے پور	۳۹	سونگھڑا۔
	بہار:۔	۴۰	کیندراپاڑہ۔
۱۲	پٹنہ۔	۴۱	دوڑکیلہ
۱۳	آرہ۔	۴۲	جارسوگڑہ۔
۱۴	اردلی		مہاراشٹر و مدھیہ پردیش
۱۵	گیا۔	۴۳	اماری۔
۱۶	ددیا آرٹھا۔	۴۴	بمبئی۔
۱۷	مظفر پور۔	۴۵	عثمان آباد۔
۱۸	مونگھیر۔		کرناٹک:۔
۱۹	بھاگلپور۔	۴۶	یادگیر۔
۲۰	برہ پورہ۔	۴۷	شیموگہ۔
۲۱	مہوبہ سنڈار۔	۴۸	بنگلور۔
	بنگال:۔	۴۹	سورب۔
۲۲	کلکتہ	۵۰	ساگر۔
۲۳	ڈائمنڈ ہاربر۔	۵۱	رکرہ۔
۲۴	کھڑک پور۔	۵۲	[illegible]گور۔
۲۵	برلیشہ		آندھرا:۔
	اڑیسہ:۔	۵۳	حیدرآباد۔
۲۶	سورو۔	۵۴	سکندرآباد۔
۲۷	بھدرک۔	۵۵	جڈچرلہ۔

رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو نیز ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلام کی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تا وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تا ان کے روزے قبول ہوں اور جو کمی پہلے سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین۔

نمبر شمار	نام جماعت	نمبر شمار	نام جماعت
۵۶	عادل آباد	۶۸	ترکہ پورہ۔
۵۷	وشاکھاپٹنم		کیرالہ اسٹیٹ:۔
	تامل ناڈو:۔	۶۹	کالیکٹ۔
۵۸	مدراس۔	۷۰	کیناّنور۔
۵۹	کوئمبٹور	۷۱	پینگاڈی۔
۶۰	میلاپالیم۔	۷۲	کیرولائی۔
۶۱	رامانا کوئم۔	۷۳	کوڈلائی۔
۶۲	شنکران کوئل۔	۷۴	موریاکتی۔
	جموں و کشمیر:۔	۷۵	سوگرال۔
۶۳	چارکوٹ۔	۷۶	کروناگاپلی۔
۶۴	بھدرواہ۔	۷۷	نارگھاٹ۔
۶۵	یاڑی پورہ۔	۷۸	پتھ پیری (۷۹) آراپورم (۸۰) ٹیلی چری
۶۶	اندورہ۔		
۶۷	اونگام۔		

درخواست دعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز مکرم حاجی نصیر احمد صاحب حافظ آبادی جو کہ دمام (سعودی عرب) میں بطور فورمین ملازم ہیں کی بہتر ملازمت کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد حافظ آبادی۔
نائب ناظر امور عامہ۔